© rasailojaraid.com

وشوابھارتی یونیورسٹی کے فارسی عربی اور اردو مخطوطات

از: جناب عبدالوہاب صاحب بدر بستوی، سنٹرل لائبریری، وشوابھارتی یونیورسٹی، شانتی نکیتن، مغربی بنگال

(برہان، ماہ نومبر سے پیوستہ)

لطائف الطوائف مصنف علی صفی[1]۔ صفحات ۲۵۲۔ کاتب اور سن کتابت مذکور نہیں۔ کتابت خوشخط۔ نسخہ ہذا کل چودہ[2] ابواب اور ہر باب کے تحت متعدد فصول مع عنوانات مشتمل تھا۔ لیکن پیش نظر نسخہ میں پہلا باب سرے سے نہیں ہے اور باب دوم کی دس[3] فصلوں میں سے آخری کی صرف تین فصلیں موجود ہیں۔ کتابت میں جابجا خامیاں ہیں پھر بھی نسخہ جس حالت میں بھی ہے اپنے موضوع اور بیانات کے لحاظ سے نہایت ہی اہم اور دلچسپ ہے جس کا اندازہ ذیل میں دیئے گئے نمونۂ ابواب سے کیا جاسکتا ہے۔ اختصاراً صرف ابواب کا نمونہ ذکر کیا گیا ہے اور فصول کی صرف مجموعی تعداد اور ان کی کتابت کی خامیوں کی وضاحت کی گئی ہے:

---

[1] مصنف موصوف اور ان کے والد ملا حسین واعظ کاشفی کے نام اور ان دونوں کی تصنیفات کے سلسلے میں ہمارے چند سابق بزرگ مصنفین کا سہو بعد کے اہل قلم کے لیے فاش غلطیوں کا موجب ہو گیا۔ باپ کی تصنیف بیٹے کی جانب، بیٹے کی باپ کی طرف، اسی طرح تخلص بھی ایک کا دوسرے سے منسوب کر دیا ہے۔ مثلاً حاجی خلیفہ مرحوم نے اپنی کتاب "کشف الظنون" جلد اول ص ۱۱۸۵ پر "رشحات عین الحیاۃ" کا مصنف "الحسین بن علی الواعظ الکاشفی البیہقی المشتہر بالصفی" لکھا ہے۔ مسٹر ایڈورڈ فنیک (E. Vandyke) نے "رشحات عین الحیاۃ" کا مصنف صفی اللہ لکھا ہے اور نام کی وضاحت کی ہے کہ "وہ حسین واعظ کاشفی" واعظ ہو مصنف کی کتاب "اکتفاء القنوع بما هو مطبوع") صفحات ۵۰۰ اور ۶۵۲۔ اور محترم غلام مصطفیٰ خان صاحب بحوالہ ایل۔ ایل۔ پی۔ ھلیک نے اپنے ایک مضمون میں عجیب و غریب قیاس کے تحت "رشحات عین الحیاۃ" کو ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیف بتایا ہے (دیکھئے رسالہ معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۵۵ء ص ۱۳۱) اسی طرح حکیم شمس اللہ قادری مرحوم "آثار الکرام" جلد اول ص ۸۰ اپریش نظر نسخہ (لطائف الطوائف) کو ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیف لکھتے ہیں۔ ملا حسین واعظ کاشفی کی ایک کتاب "تحفۃ الصلاۃ" کو ان کے بیٹے علی صفی کے نام سے جوڑ دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے کیٹلاگ پبلک لائبریری (بوہار کلکشن) جلد اول ص ۸۵) ملاحظہ کیجئے۔ اس طرح کی غلطیاں عام طور پر صرف ایک دو کتابوں پر اعتماد کر لینے سے ہوا کرتی ہیں۔ جب سامنے کسی سابق مصنف کی کوئی کتاب ہو جس سے ہم کوئی حوالہ لینا چاہیں تو ضروری ہے کہ اس کے ساتھ چند مزید کتابیں بھی پیش نظر رہیں تو مختلف اقوال میں ایک توازن ضرور نکل آئے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) باب اوّل[1] در بیان استحباب و ذکر بعضی از مطایبہائے پیغمبرؐ با صحابہ فرمودند۔

(۲) باب[2] دوم در ذکر بعضی از نکات و شریفہ حکایات لطیفہ ائمہ معصومین با خواص خویش الخ

(۳) " سوم در ذکر حکایات لطیفہ و نکات ظریفہ سلاطین (مع دس فصول)

(۴) " چہارم در لطائف امراء و مقربان و ظرائف وزراء و ارباب دیوان (مع چھ فصول)

(۵) " پنجم در لطائف ادیبان و منشیان و ندیمان و سپاہیان و دلیران در مناظرہ پادشاہان (مع چھ فصول)، یہاں فصل سوم کا عنوان مذکور نہیں۔

(۶) باب ششم در لطائف اعراب و نکات فصحاء و بلغاء و ذکر بعضی از حکم و امثال ایشان (مع پانچ فصول)

(۷) " ہفتم در لطائف مشائخ و علماء و قضاۃ و فقہاء و اصحاب تذکیر (مع آٹھ فصول)، یہاں فصل ششم و ہفتم کا کوئی عنوان نہیں لیکن واقعات مذکور ہیں۔

(۸) باب ہشتم در لطائف و فوائد حکماء متقدمین (مع آٹھ فصول)۔ اعدادِ فصول کا ذکر نہیں لیکن بیانات ہر فصل کے اپنی اپنی جگہ بالتفصیل موجود ہیں جن کی وضاحت دیگر مقامات کے نسخوں سے ہو جاتی ہے۔

(۹) باب نہم در لطائف شعراء و بدیہہ گفتن ایشان در محلہا و ذکر بعضی از عجائب صنائع شعری و غرائب بدائع فکری ایشان (مع نو فصول)، یہاں فصل ہشتم کا فقرہ مذکور نہیں لیکن عنوان موجود ہے۔

(۱۰) باب دہم در لطائف ظریفان از مردان و زنان (مع گیارہ فصول)

(۱۱) " یازدہم در حکایات و لطائف بخیلان و پرخواران و طفیلیان (مع پانچ فصول)، اس میں صرف فصل اوّل کا عنوان مع واقعہ موجود ہے لیکن بقیہ فصول اور ان کے بیانات نہیں پائے جاتے۔

(۱۲) باب دوازدہم در لطائف طامعان و دزدان و گدایان و کوران (مع آٹھ فصول)

(۱۳) " سیزدہم در لطائف کودکان و غلامان و کنیزکان زیرک و تیز فہم (مع سات فصول، اس میں فصول کی ترتیب نہایت ہی گنجلک ہے)۔

---

[1]، [2] ان دونوں ابواب کے عنوانات کٹلگ خدا بخش لائبریری پٹنہ کے نمونے سے نقل کیے گئے ہیں (ملاحظہ ہو جلد ۸ ص ۱۴۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۴) باب چہاردہم در لطائف وحکایت (حکایات) ابلہان وگدایان ومدعیان نبوت (مع سات فصول)

اس باب میں صرف فصل اول کا عنوان مع واقعات مذکور ہے لیکن بقیہ فصول کے عنوانات تو نہیں البتہ بیانات موجود ہیں۔

مذکورہ مطالب کی تفصیل کے بعد ایک صفحہ بیاض ہے اور اس کے بعد والے صفحہ پر مصنف نے سورۂ فاتحہ کی تشریح کی ہے اور اس کے ضمن میں مختلف مفسرین، بزرگانِ دین اور معتبر کتب سے سورہ مذکور کے بارے میں جو تشریحات میسر تھیں انھیں بھی ذکر کر دی ہیں۔ پھر سفیان ثوریؒ (متوفی ۱۶۱ھ / ۷۷۸ء) کا ایک خاص واقعہ لکھا ہے جو ایک دن نمازِ شام کی امامت کے دوران پیش آیا تھا۔ اور اس طرح کہ موصوف جب دورانِ قراءت "ایاک نعبد وایاک نستعین" آیت پر پہنچے تو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر اس کے بعد عبودیت و رسالت کے نکات کا بیان مذکور کیا ہے جس کے سلسلے میں حضرت ذوالنون مصریؒ (متوفی ۱۶۱ھ / ۷۷۸ء) اور جنید بغدادیؒ (متوفی ۲۹۶ھ / ۹۰۹ء) کے فرمودات ہیں۔

مصنف نے اپنی یہ کتاب ۹۳۹ھ / ۱۵۳۲-۳۳ء میں تصنیف کی جس میں ذات انسانی کے ہر طبقہ کے لئے عبرت و موعظت، ہدایت و رہنمائی اور علم و فن کے نکات کا بیش بہا خزانہ مہیا کر دیا ہے۔ نسخہ مذکور (۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء) میں بمبئی سے طبع ہو چکا ہے[1]۔ نیز شیخ عبدالقادر سرفراز مرحوم کی تحریر کے مطابق ایران، ہندوستان اور یورپ میں بھی طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے[2]۔ اور مسٹر ڈبلو۔ ایوانو لکھتے ہیں کہ مسٹر چ۔ شیفر (Ch. Schefer) نے مع دیباچہ اور نوٹ غالباً ۱۸۸۳ء میں مرتب کر کے شائع کیا[3]۔

بصورت قلمی یہ کتاب بمبئی یونیورسٹی کی لائبریری، نیشنل لائبریری (بوہار کلیکشن)، کلکتہ، خدا بخش لائبریری پٹنہ اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں بھی موجود ہے۔ مصنف موصوف کی دیگر تصانیف:

۱۔ "حکایات محمود و ایاز" بروزن "لیلیٰ مجنوں"۔ اس منظوم کے سلسلے میں ملا آخوند شاہ ہروی لکھتے ہیں:

"از منظومات مولانا فخرالدین علی حکایات محمود و ایاز است کہ بروزن لیلیٰ مجنوں در سلک تحریر کشیدہ و

---

[1] [illegible] ص ۱۸، مصنفہ حکیم شمس اللہ قادری مرحوم۔ [2] کٹلاگ آف عربی، فارسی اور اردو، لائبریری آف بمبئی [illegible]
[3] کٹلاگ فارسی قلمی ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ ص ۱۲۸۔

© rasailojaraid.com

درمیان مردم مشہور است و بسیاری از معانی دقیقہ دراں رسالہ مندرج و مذکور است[1]"۔

۲۔ "رشحات عین الحیات" یہ کتاب نقشبندی سلسلے کے مشائخ کا تذکرہ ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ اپنے روحانی پیشوا شیخ عبید اللہ احرارؒ (متوفی ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء) کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ جسے مصنف موصوف نے سولہ سال (۸۸۹ھ / ۱۴۸۴ء تا ۹۰۹ھ / ۱۵۰۳-۴ء) میں مکمل کیا۔ یہ کتاب متعدد بار ترکستان اور ہندوستان سے طبع ہو چکی ہے[2]۔ اور اسکے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں: عربی ترجمہ شیخ محمد بن مراد بن عبد اللہ نے کیا جو مکہ معظمہ سے طبع ہوا[3]۔ ترکی ترجمہ محمد المعروف ابن محمد الشریف العباسی (متوفی ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۰ء) نے باسم سلطان مراد خان ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء میں کیا تھا[4]۔ فارسی ترجمہ محمد حسین بن محمد ہادی العقیلی الشیرازی نے بنام "توضیح الرشحات" کیا[5]۔ اور ایک اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے[6]۔

حیاتِ مصنف: نام علی، تخلص صفی اور لقب فخر الدین۔ وطن سبزوار (ہرات)، مشہور و معروف مصنف اور بزرگ ملا حسین واعظ کاشفی کے فرزند اور خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندیؒ (متوفی ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء) کے روحانی فیض یافتہ اور بعہد حکومت مرزا سلطان حسین بایقرا (۸۷۲ھ / ۱۴۶۹ء تا ۹۱۲ھ / ۱۵۰۶ء)۔ موصوف کسی بنا پر ایک سال ہرات کے قید خانہ میں مقید تھے۔ جیل سے رہائی کے بعد غرجستان[7] چلے گئے جہاں کا حکمراں شاہ محمد سلطان تھا۔ اس نے مولانا علی صفی کی کافی قدر و منزلت کی اور اپنی بہتر سلوک نوازیوں سے سکون و اطمینان قلب کا موقعہ فراہم کیا۔ یہاں جب موصوف کو بے فکری میسر آئی تو پیش نظر نسخہ "لطائف الطوائف" شاہ مذکور کے اعزاز میں تصنیف کی۔

---

[1] روضۃ الصفا، جلد ہفتم: ص ۹۰۔ [2] کٹالگ فارسی قلمی ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ، جلد اول ص ۹۵۔
[3] فہرست کتب غلام رسول سورتی، بمبئی ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء۔ ص ۱۲-۱۱۔ [4] کشف الظنون جلد اول۔ ص ۵۷۱۔
[5] کٹالگ خدا بخش لائبریری پٹنہ، جلد ۸۔ ص ۲۶۔ [6] فہرست کتب کلاں منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء ص ۱۰۶۔
[7] یہ ایک پہاڑی علاقہ ہرات کے شمال مشرق میں واقع تھا جسے شروع زمانہ کے عرب جغرافیہ نویسوں نے "غرج الشار" لکھا ہے۔ ان پہاڑوں کے حکمرانوں کا لقب شار تھا اور "غرج" علامہ مقدسی کی روایت کے مطابق وہاں کی بولی میں پہاڑ کو کہا جاتا تھا۔ دور وسطیٰ کے آخری دور میں یہ علاقہ عام طور پر "غرجستان" کہلانے لگا۔ اور اسی نام سے مغلوں کی تاریخ میں اسکا ذکر پایا جاتا ہے۔ مسٹر جی۔ لی اسٹرینج (G. LESTRANGE) کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ "جغرافیہ خلافت مشرقی" ص ۶۲۸ میں مزید تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ پروفیسر خورشید احمد فاروقی نے علامہ مقدسی بشاری کی کتاب "احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" کے اردو ترجمہ کے نوٹ ص ۲۴۲ پر لکھا ہے کہ آجکل یہ پہاڑی علاقہ شمالی افغانستان میں داخل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہرات کے دوران قیام وہاں کی جامع مسجد کے خطیب علی صفی کے والد ملا واعظ کاشفی (متوفی ۹۱۰ھ) تھے جب آپ کی وفات ہو گئی۔ تو یہ سعادت خطابت علی صفی کے حصے میں آ گئی۔ ملا خاوند شاہ ہروی لکھتے ہیں:

"مولانا فخرالدین علی قائم مقام والد بزرگوار مولانای خویش بوده صباح جمعه در مسجد ہرات که منبع امثال فیوضات است به نصیحت و ارشاد فرق عباد می پردازد۔ والحق دراں امر بالغ وجہی و احسن صوتی رایت تفوق بر اماثل و افاضل می افرازد و از سایر اقسام فضائل بہرۂ تمام دارد و ہمواره نقش تتبع سنن سنیۂ حضرت مصطفویہ برلوح خاطر می گذارند"[1]

وفات مصنف کتاب لطائف الطوائف کی تکمیل کے سال ۹۳۹ھ / ۱۵۳۲-۳۳ء میں ہوئی اور خواجہ بہاالدین نثاری بخاری کی تحریر کے مطابق موصوف کی تدفین مقام اُوبہ (ہرات) میں ہوئی[2]

معدن الجواہر — مصنف مولوی طرزی۔ صفحات ۳۳۰۔ کاتب شیخ کمال محمد ولد شیخ عبدالکریم۔ تاریخ کتابت ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۴۴ھ / ۱۷۳۱ء۔ مقام کتابت پورنیہ (بہار)۔ در عہد حکومت بادشاہ محمد شاہ غازی۔ سال تصنیف ۱۰۲۹ھ / ۱۶۱۹ء۔ موضوع نسخہ اخلاقیات ہے۔

مصنف نے یہ کتاب شہنشاہ جہانگیر کے نام سے معنون کی ہے۔ اس میں ایسی نادر حکایات جمع کی ہیں جن کے بارے میں موصوف کا دعویٰ ہے کہ دیگر کتب میں اس جیسی حکایات نہیں پائی جائیں گی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"بعضی از وقائع ہند که در کشور ہندوستان و ولایت دیگر بوقوع آمده خالی از غرائب و عجائب نیست و در ہیچ یکی از کتب پیشینیان مذکور و منظور بنود نگاشته شد بحکم کل جدید لذة"[3]

نسخہ مذکور میں کل بائیس ابواب ہیں اور ہر باب کے تحت جتنی حکایات ہیں ان کے اختتام پر جہانگیر کی

---

[1] روضۃ الصفا، جلد ہفتم ص ۹۰۔ [2] تذکرۃ الاحباب، ص ۱۸۷۔ غالباً یہ وہی مقام ہے جسے مسٹر جی بی اسٹرینج (G. Le Strange) نے "اوفہ" لکھا ہے اور واضح کیا ہے کہ مقام ہرات کے شمال مشرق میں ایک شہر ہے تفصیل کے لیے موصوف کی کتاب کا اردو ترجمہ "جغرافیہ خلافت مشرق"، صد ۲۴۱ قابل دید ہے۔ [3] دیباچہ نسخہ مذکور ص ۱۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شان میں تعریفی اشعار ہیں۔ لکھتے ہیں :

"این نگارخانہ معانی را کہ غیرت ارژنگ مانی است بہ بیست و دو باب آرائش دادم و خاتمہ ہر داستان را بیک قطعہ کہ مشتمل بر دعای خدیو روزگار مطرز ساختم"؎

حیرت ہے کہ دیباچہ کے بعد جو فہرست ابواب ہے اس میں صرف سولہ ابواب کا ذکر ہے لیکن اسی صفحہ کے حاشیہ پر باب سوم تا بیست و دوم کی بھی تفصیل مذکور ہے۔ پھر خامۂ کاتب کا کرشمہ ہے کہ متن میں پورے بائیس ابواب کی حکایات و قصص بالتفصیل موجود ہیں لیکن متن اور حاشیہ پر دیئے گئے ابواب میں ایک دوسرے کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں پائی جاتی۔ مزید برآں جیوں جیوں نسخہ کے اوراق الٹے جائیے ایک لاینحل عقدہ سامنے آتا جاتا ہے۔ چنانچہ حکایات کے اصل بیانات جہاں سے شروع ہوتے ہیں ان میں صرف باب اول مع عنوان کی کتابت ملتی ہے اور بعد میں لفظ "ابواب" و عنوان کے بجائے صرف قصہ دوم، قصہ سوم درج ہے۔ غرضیکہ یہ طرز کتابت آخر تک ہے۔ کتابت کی خامیوں کے باوجود متن اور حاشیہ سے مکمل بائیس ابواب مع عنوان ایک فہرست مکمل کرکے ذیل میں دی جارہی ہے جس سے نسخہ کا موضوع اور اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکے گا :

باب اوّل در بیان درجۂ شہادت قدرتی و تصرفی الخ

" دوم در بیان عشق و محبت کہ وصال بمطلوب حقیقی است۔

" سوم در بے فرمانی و بیوفائی ولی نعمت حقیقی و پاداش آں۔

" چہارم در فضیلت و دیانت کہ صیقل مرآت ایمان الخ۔

" پنجم در وفا و حقیقت پروری در پاداش تہمت و افترا۔

" ششم در دادگستری و عدل پروری۔

" ہفتم در فضیلت توکل و قناعت و عبادت۔

؎ دیباچہ نسخہ مذکور ص ۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باب ہشتم در فضیلت کمال حال و صدق مقال۔
" نہم در بیان استغنای ایزد کہ آستین روی افشا ند بر خرقہ پوشاں الخ۔
" دہم در بیان بخشائش الٰہی دربارہ سرگشتگان بادیۂ ضلالت۔
" یازدہم در بیان آنکہ طینت آدمی را باآب غم الخ۔
" دوازدہم در مذمت فقرای واضطراری۔
" سیزدہم در بیان عجائباتی کہ از پردۂ غیب بظہور می آیند۔
" چہاردہم در بیان حقیقت سرود۔
" پانزدہم در بیان کمال دانائی رای واہل منجم۔
" شانزدہم در پاداش اندیشہ تباہ در حق مردم بے گناہ۔
" ہفتدہم در بیان احوال ستارہ ...... واز آب شناسان۔
" ہیژدہم در بیان لطافت سرود۔ (باب چہاردہم جیسا عنوان ہے)
" نوزدہم در بیان شگفتہای تقدیر۔
" بیستم در مذلت فقر واضطراری۔ (باب دوزدہم کا بھی تقریباً یہی عنوان ہے)
" بست و یک در نگارش تلبیس زنان۔ باب بست و دوم درگذارش آباواجداد مصنف و خاتمہ کتاب۔

یہ کتاب معدن الجواہر لکھنؤ سے ۱۸۷۶ء میں طبع ہو چکی ہے[۱] اور قلمی صورت میں نیشنل لائبریری (بوہار کلیکشن) کلکتہ، خدا بخش لائبریری پٹنہ، کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدر آباد اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں بھی موجود ہے۔

تلاش بسیار کے باوجود مصنف کی حیات سے متعلق کوئی تحریر نظر سے نہیں گذری۔ صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف عہد جہانگیری میں ایک باصلاحیت، عالم وفاضل تھے۔ مذکورہ بالا دیئے گئے نمونۂ الواب کے آخری باب سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنے خاندانی حالات زندگی ضرور لکھے ہوں گے لیکن افسوس کہ مجھے ایک سطر بھی اس سلسلے میں نظر نہیں آئی البتہ اپنی مذکورہ تصنیف کے سلسلے کی لن ترانیاں خوب کی ہیں۔

---

[۱] کیٹلاگ خدا بخش لائبریری پٹنہ۔ جلد ۹ ص ۲۰۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجموعۂ خانی مصنف کمال کریم ناگوری، صفحات ۳۴۴، کاتب شیخ رکن الدین ضلع بیر بھوم (مغربی بنگال)، تاریخ کتابت ۶ ماہ رمضان ۱۱۹۵ھ، کتابت خوشخط۔ یہ نسخہ لاہور سے ۱۳۱۹ھ میں طبع ہو چکا ہے[1]۔

شروع کے چندرہ صفحات ناقص ہیں جن میں دیباچہ و فہرست عنوانات کی تفصیل تھی لیکن باقی حصہ نہایت ہی اچھی حالت میں ہے۔ یہ نسخہ مسائل فقہ پر مشتمل ہے جس کے مضامین کی ترتیب "کتاب" "ابواب" اور "فصول" کے تحت تھی لیکن افسوس ہے کہ کتاب میں کاتب کی لاپرواہی متعدد مقامات پر نمایاں ہے۔ مخصوص اور بڑے عنوانات حسب ذیل ہیں:

(۱) کتاب الطہارت (۲) کتاب الصلوٰۃ (۳) کتاب الزکاۃ (۴) باب الصوم ('کتاب' کے بجائے 'باب' کی کتابت ہے) (۵) کتاب الحج۔

مسٹر ڈبلیو۔ ادانو (W. IVANOW) کی تحریر کے مطابق نسخہ مذکور کی تصنیف ۱۰۰۰ھ / ۱۵۹۲ء کے قبل ہوئی ہے۔ جسے مصنف نے گورنر مقامی عزالدین عالم قلیغ بہرام خان سے معنون کی ہے[2]۔ ڈاکٹر محمد حبیب اللہ پروفیسر اسلامک ہسٹری اینڈ کلچر (ڈھاکہ یونیورسٹی بنگلہ دیش) لکھتے ہیں کہ یہ بہرام لکھنوتی (بنگال) کے گورنر تھے[3]۔ مصنف کے بارے میں کچھ بھی مواد کہیں سے میسر نہ آیا۔

یہ نسخہ مسلم یونیورسٹی لائبریری علی گڑھ (مجموعہ سبحان اللہ)، خدا بخش لائبریری پٹنہ، ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ اور کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدر آباد میں بھی پایا جاتا ہے۔ چند کٹلاگ کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف موصوف نے اپنی اس مذکورہ تصنیف کا ایک "تتمہ" بھی تیار کیا تھا جس میں "کتاب النکاح"، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق، کتاب العتاق اور کتاب الفرائض کی مکمل تشریحات درج کی ہیں۔ یہ تتمہ بھی

---

[1] کٹلاگ خدابخش لائبریری پٹنہ، جلد ۱۴، ص ۸۷۔

[2] کٹلاگ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ جلد دوم ص ۴۹۸۔

[3] کٹلاگ ڈھاکہ یونیورسٹی لائبریری (بنگلہ دیش) جلد اول ص ۲۶۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد میں موجود ہے۔

کتاب "بحر عرفان" کا ایک نسخہ اور بھی وشوا بھارتی یونیورسٹی لائبریری میں ہے جس کے صرف ۲۸۲ صفحات ہیں۔ ابتداء، درمیان اور آخر کے کئی صفحات ناقص ہیں لیکن کتابت نہایت ہی خوشخط ہیں۔ نسخوں کی طرح اس میں بھی کتابت کے نقائص پائے جاتے ہیں۔ کاتب اور تاریخ کتابت نہیں مذکور ہے۔

رقعات

مصنف امان اللہ حسینی، صفحات ۶۶۔ کاتب اور سال کتابت کا ذکر نہیں ہے۔ کتابت خوشخط۔ کل رقعات چورانوے ۹۴ ہیں جو تصوف سے متعلق عظمائی شیوخ کو لکھے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان رقعات میں کسی مخصوص مخاطب کا ذکر موجود نہیں ہے۔ البتہ ہرمن ایتھے (HBRMANN ETHE) نے حسب ذیل چودہ ۱۴ بزرگوں کے نام ذکر کیے ہیں۔

(۱) مرزا جلال الدین حسین نیشاپوری (۲) خواجہ ظہیر الدین (۳) ابوالقاسم سرہندی قاضی زادہ (۴) شیخ حسین لاہوری (۵) شیخ بایزید (۶) مرزا محمود بیگ مستوفی (۷) عبدالشکور (۸) مولانا جمال محمد برہانپوری (۹) مولانا ثنائی (۱۰) مرزا نظام الدین (۱۱) سید مرتضیٰ (۱۲) محمد فضل اللہ (۱۳) درویش عبداللہ (۱۴) درویش بابا سلیم وغیرہ[۱]۔ ممکن ہے یہ مذکورہ نام انڈیا آفس لائبریری والے نسخہ میں بصراحت موجود ہوں۔ پھر دوسرے مقام پر مسٹر ہرمن ایتھے لکھتے ہیں کہ امان اللہ حسینی کے ان رقعات کے علاوہ دیگر قسم کے رقعات کا بھی ایک مجموعہ ہے جو تعلیم خطوط نویسی پر مشتمل ہے اور جو "انشائی خانزاد خان" کے نام سے مشہور ہے[۲] اور یہ دونوں ہی قسم کے رقعات کلکتہ اور لکھنؤ سے ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۷ء میں طبع ہو چکے ہیں۔

تصوف سے متعلق رقعات کا مجموعہ خدا بخش لائبریری پٹنہ[۳]، نیشنل لائبریری (بوہار کلکشن) کلکتہ اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری[۴] کلکتہ میں بھی موجود ہے۔ نیز کتب خانہ[۵] آصفیہ سرکار حیدرآباد[۶]

---

[۱] کٹلاگ انڈیا آفس لائبریری لندن، جلد اول ص ۱۰۵۲۔ [۲] ایضاً ص ۱۱۴۷۔ [۳] اس لائبریری میں مطبوعہ بھی پایا جاتا ہے۔ [۴] یہاں مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء بھی موجود ہے۔ [۵] یہاں ایک مطبوعہ بھی ہے۔ [۶] اس کتب خانہ میں ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء لکھنؤ کا مطبوعہ بھی پایا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صولت پبلک لائبریری رامپور (یوپی) اور مدرسہ عالیہ کلکتہ کی لائبریری میں پایا جاتا ہے لیکن ان آخری تینوں مقامات کے رقعات کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ تصوف سے متعلق ہیں یا طلبہ کی خطوط نویسی کی تعلیم کے لیے۔ کیونکہ ان کی کیٹلاگ میں کوئی صراحت نہیں ہے۔

حیات صاحبِ رقعات: نام امان اللہ حسینی، تخلص امانی، شاہی خطابات خانہ زادخاں (یا خانزادخان) اور خانزمان۔ مورخ شاہ نواز خان (شہید ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۸ء) کی تحریر کے مطابق موصوف کا خاندانی نسب امام موسیٰ الرضاؒ (متوفی ۲۰۳ھ / ۸۱۸ء) سے ملتا ہے۔ امانی کے دادا غیور بیگ اصل میں باشندۂ شیراز تھے۔ جہاں سے کابل (افغانستان) چلے آئے۔ یہاں مرزا محمد حکیم سے شناسائی پیدا کر کے ان کے ساتھ رہنے سہنے لگے۔ جب مرزا جی کی وفات ہو گئی تو غیور بیگ ہمایوں بادشاہ کی ملازمت میں شامل ہو گئے اور جنگ چتوڑ میں نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ اِن کا لڑکا زمانہ بیگ (جو عہد جہانگیری و شاہجہانی میں مہابت خاں کے نام سے مشہور ہوا) بعمر خوردسالی شاہزادہ سلیم کے ساتھ منسلک ہو کر بخشی گری پیشہ سے سرفراز ہوا [1] خود جہانگیر نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے:

زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی را کہ از خوردسالی خدمت با من می کرد و
در ایام شاہزادگی از پلہ احدی بمنصب پانصدی رسیدہ بود خطاب مہابت
خانی دادہ بہ منصب ہزار و پانصدی امتیاز بخشیدم و خدمت بخشیگری شاگرد
پیشہ بدو مقرر گشت۔ [2]

(جاری)

873417
11.2.86

---

[1] مآثر الامراء جلد سوم۔ ص ۳۸۵-۸۶

[2] تزک جہانگیری ص ۱۱

© rasailojaraid.com